بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

شرح چندہ

سالانہ ۔۔۔۔ ۶

ششماہی ۔۔۔۔ ۵۰ ۔ ۳

ممالک غیر ۔۔۔۔ ۵۰ ۔ ۷

فی پرچہ تیرہ نئے پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر فیض احمد گجراتی

جلد ۱۱ | ۱۳ نبوت ۱۳۴۱ ہش | ۱۵ رجب ۱۳۸۲ھ | ۱۳ دسمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۵۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ دسمبر ۔ ۹ بجے صبح ۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی رہی ۔ رات نیند بھی آئی ۔ اس وقت بھی طبیعت بہتر ہے ۔"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

قادیان ۱۱ دسمبر ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل خانہ حیدرآباد دکن کے سفر سے ۸ دسمبر کو واپس تشریف لے آئے ہیں ۔ الحمد للہ کہ سب خیریت سے ہیں

قادیان ۱۰ دسمبر ۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان جو محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے ہمراہ حیدرآباد کے سفر پر تھے ۸ دسمبر کو خیریت سے واپس پہنچے ۔

آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

ایک با اثر عالم دین اور دس دیگر اصحاب کا قبول حق ۔ تقاریر ملاقاتیں اور لٹریچر کی اشاعت

از مکرم قریشی مقبول احمد صاحب انچارج آئیوری کوسٹ مشن مغربی افریقہ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۳ اگست سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا گیا جس میں احباب کو تلقین کی گئی کہ یہ مبارک تقریب ہمیں اس فریضہ کی یاد دلاتی ہے کہ وہ مقصود اور غرض جس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے ۔ اس کو زندہ کرنا اور از سر نو دنیا میں پھیلانا اور لوگوں کے قلوب میں راسخ کرنا ہمارا فرض ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا لب لباب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ کہ کہہ دے میری عبادات اور میری قربانیاں ، میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے ، جو تمام جہانوں کا رب ہے ۔ اگر ہم آپ کے اس نمونہ کو اپنا لیں اور اللہ تعالیٰ کے ہی ہو جائیں تو ہماری تو می حیات و زندگی کا ضامن خود اللہ تعالیٰ ہو جائیگا ۔ اور اسلام ہمیشہ ہمیش کے لئے صرف نام کے طور پر ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر دنیا میں قائم ہو جائے گا ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں آٹھ تبلیغی اجلاس منعقد کئے گئے جن میں شمولیت کے لئے احباب کو مدعو کیا جاتا رہا ۔ ان جلسوں میں مختلف مضامین پر روشنی ڈالی جاتی رہی مثلاً بعث بعد الموت ، حقیقی امن کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۔ مذہب کی غرض اور اس کا حصول ۔ صراط مستقیم کا حصول کیسے ممکن ہے وغیرہ وغیرہ ۔ نہ صرف احمدی احباب بلکہ غیر احمدی بھی استفادہ کرتے رہے

آبیجان کے مختلف حصہ جات میں تبلیغ انفرادی طور پر کرنے کا اہتمام کیا گیا ۔ بعض احمدی احباب نے اپنے واقف اور دوست احباب کے گھروں میں بغرض تبلیغ خاکسار کو ساتھ لے جانے کی سعی کی اور اس طرح انہیں تبادلہ خیالات کے ذریعہ حقیقی اسلام سے آگاہ کیا جاتا رہا ۔ علاوہ مقامی باشندوں کے پڑوسی افریقی ممالک کے باشندوں تک بھی پیغام حق پہنچایا جاتا رہا ۔ اور بعض دلچسپی لینے والے احباب کو لٹریچر بھی دیا گیا ۔

بعض احباب مشن ہاؤس میں آکر استفسارات کرتے رہے ۔ ان زائرین کو جماعت احمدیہ کے مخصوص عقاید اور جماعت احمدیہ کی ساعی جمیلہ سے آگاہ کیا جاتا رہا ۔ اور پڑھنے کے لئے لٹریچر بھی دیا جاتا رہا ۔ ان زائرین میں مقامی علماء میں سے بھی بعض دوست آئے ۔ ایک دوست جو خرطوم (سوڈان) کے رہنے والے تھے بھی آئے ۔ اسی طرح بعض بیرونی ممالک کے باشندے بھی تشریف لائے ۔

بعض احمدی احباب جنہیں ابھی تک قرآن مجید ناظرہ پڑھنا نہیں آتا تھا ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے بعض تو ابھی یسرنا القرآن پڑھ رہے ہیں اور بعض اسے ختم کر کے قرآن مجید ناظرہ شروع کر چکے ہیں فالحمد للہ علی ذالک ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے شوق کو پورا کرے اور نہ صرف قرآن مجید ناظرہ ہی سیکھ سکیں بلکہ اس کے معانی سے بھی آگاہی حاصل کر کے اس پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہو سکیں ۔

آنیاما بستی میں گیا جو یہاں سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔ بستی کے مختلف طبقات کے لوگوں سے مل کر ان تک پیغام حق پہنچایا گیا ان میں تاجر ، صاحب رسوخ اور بعض مقامی علماء بھی شامل ہیں ۔ بعدہٗ جس گھر میں قیام کیا وہاں پر بھی دوست انفرادی طور پر آتے رہے اور مختلف سوالات دریافت کرتے رہے جن کا مناسب جواب دیا جاتا رہا ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا لٹریچر مقبولیت حاصل کر رہا ہے ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا فرنچ ترجمہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر میں اسلام کا کیوں معتقد ہوں ؟ فرنچ زبان میں ترجمہ شدہ دلچسپی لینے والے احباب کو دیا جاتا رہا جن میں علاوہ دوسرے پڑھے لکھے دوستوں کے یونیورسٹی کے بعض طلبہ بھی شامل ہیں ۔ جنہوں نے کہ ان کا مطالعہ کر کے بارہا اس امر کا اظہار کیا کہ واقعی اسلامی تعلیم کو ان کتب میں احسن طور پر پیش کیا گیا ہے ۔ اسی طرح بعض عربی دان دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب مکتوب احمد التبلیغ ، استفتاء ، مواہب الرحمٰن مطالعہ کے لئے دی جاتی رہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب چونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید سے تحریر ہوئی ہیں اس لئے ان کا اثر یقینی طور پر سعید طبائع کے قلوب پر ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پڑوسی ملک کے با اثر عالم دین ان کا مطالعہ کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر چکے اور انکے ذریعہ بے شمار احمدیت داخلہ بیعت ہو کر اس روحانی چشمہ سے فیضیاب ہو چکے ہیں

عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ افراد نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔ احباب کرام سے التماس ہے کہ وہ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور خادم دین بنائے ۔ آمین ۔

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں

جماعت احمدیہ کلکتہ کا قابل قدر اور شاندار حصہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ

کلکتہ کے احمدی احباب ۔ احمدیوں کی فیکٹریوں اور فرموں کی طرف سے انڈین نیشنل ڈیفنس فنڈ میں اس وقت تک مبلغ اکیس ہزار آٹھ صد پچہتر روپے ادا کئے جا چکے ہیں ۔ ان میں سے ایک ہزار ایک سو ایک روپے جماعت احمدیہ کلکتہ کے زیر انتظام منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر جلسہ کے صدر اور ڈیفنس کمیٹی مغربی بنگال کے ممبر جناب راجہ بی این رائے آف سنتوش شریف کلکتہ کو نقد پیش کئے گئے اور باقیماندہ رقم مختلف اوقات میں جناب وزیر اعلیٰ مغربی بنگال کی خدمت میں پیش کی گئی ۔ مذکورہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر	تفصیل	روپے
۱	سنٹرل ربڑ ورکس فیکٹری متعلقہ میاں محمد بشیر صاحب و محمد عمر صاحب سونگھڑی	۶۳۲۰ ـــ ۰۰
۲	نیو انڈیا ربڑ ورکس فیکٹری متعلقہ میاں محمد حسین صاحب و میاں محمد رفیع صاحب	۴۷۰۰ ـــ ۰۰
۳	آٹو ٹریڈرز ۔ فرم متعلقہ میاں محمد صدیق صاحب بانی	۳۲۰۰ ـــ ۰۰
۴	نیو بھارت ربڑ انڈسٹریز فیکٹری متعلقہ میاں محمد بشیر صاحب و میاں محمد عمر صاحب سونگھڑی و سید بشیر الرحمٰن صاحب و اہلیہ مولوی محمد سلیم صاحب	۱۵۰۰ ـــ ۰۰
۵	آٹو موٹو ربڑ کمپنی فرم متعلقہ میاں محمد یوسف صاحب بانی	۱۰۰۱ ـــ ۰۰
۶	کانٹیننٹل " " " " "	۱۵۰۰ ـــ ۰۰
۷	بیشنل فولڈ پرائیوٹ لیمٹڈ " " " " "	۱۰۰۱ ـــ ۰۰
۸	آزاد ربڑ کمپنی فیکٹری متعلقہ میاں محمد صدیق صاحب بانی (دس کا اندازہ ہے)	۱۰۰۰ ـــ ۰۰
۹	محبوب ربڑ ورکس فیکٹری متعلقہ میاں محمود احمد اینڈ برادرز	۵۰ ـــ ۰۰
۱۰	مکرم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب	۱۲۰ ـــ ۰۰
۱۱	" چوہدری محمود احمد صاحب چوہدری منیر احمد صاحب	۱۰۱ ـــ ۰۰
۱۲	" سید بشیر الرحمٰن صاحب	۱۰۱ ـــ ۰۰
۱۳	" الحاج مولانا محمد سلیم صاحب	۴۰ ـــ ۰۰
۱۴	" ماسٹر محمد قاسم صاحب	۵۱ ـــ ۰۰
۱۵	مکرم سید بشیر احمد صاحب کٹکی	۵۰ ـــ ۰۰
۱۶	" محمد شفیع صاحب ڈیجو	۳۰ ـــ ۰۰
۱۷	" سید کریم بخش صاحب	۱۲ ـــ ۰۰
۱۸	" زبیدہ علی صاحب گھیندی شریف	۵ ـــ ۰۰
	میزان	۲۱۸۷۵ ـــ ۰۰

متذکرہ بالا رقوم کے علاوہ سنٹرل ربڑ ورکس کی طرف سے تین صد پچاس جوڑے جوتے اسی طرح نیو انڈیا ربڑ ورکس کی طرف سے بھی تین صد پچاس جوڑے جوتے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں دئے گئے ہیں ۔

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۹ دسمبر ۱۹۶۳ء

روحانی اجتماع میں حاضری

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ ہماری زندگی میں پھر وہ مبارک دن لایا جبکہ دور دراز کے مقامات سے مل کر احباب اپنے مقدس اور محبوب مرکز میں جمع ہو رہے ہیں۔ پس اے ابراہیم ثانی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یاتینک مشعیا کا عملی نمونہ دکھانے والو! ہم آپ کی تشریف آوری پر

اھلاً و سھلاً و مرحبا

کہتے ہیں: آپ میں سے ہر ایک اس زمانہ کے مامور کی صداقت کا زندہ اور جیتا جاگتا نشان ہے۔ بلاشبہ ہم نے آپ کے وجود میں اپنی زندگی میں مسیح پاک علیہ التحیۃ والسلام کی اس وحی الٰہی کو پھر سے پورا ہوتے دیکھا کہ یاتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق ـــــ اس مبارک سفر کی وجہ سے آپ سب ہی شعائر اللہ میں سے بن گئے اس لئے آپ کی قدر و منزلت ہمارے دلوں میں ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کی تشریف آوری اور مہمان نوازی کی خدمت بجا لانے میں ہم فخر محسوس کرتے ہیں ـــــ یقیناً آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عملی نمونہ پیش کر دیا۔ ـــــ دور دراز کے لمبے سفروں اور راستہ کی تکالیف پر آپ لوگوں کی دلی محبت اور مرکز سلسلہ کی روحانی کشش غالب آگئی اور سینکڑوں روپیہ کے خرچ سے آپ نے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے لئے اس جگہ ایمان کی تازگی اور اس میں جلا پیدا کرنے کے بیسیوں مواقع میسر ہیں آپ لوگ حیاتِ آزلی چشمہ کے منہ پر پہنچ گئے۔ اب اس کے متعلق کچھ بتانے سے زیادہ آپ خود مشاہدہ فرمائیں گے۔ قادیان مقدس کے متعلق کسی نے جو کہا تھا

پھو تو پر باتو گو کائی چادر قادیان بھی
والی منشا کی ہی جو مانی علیہ السلام یعنی

آپ میں سے ہر ایک نے اس کی ایک ایک بات مشاہدہ کی۔ آنکھ سے خود دیکھ لیا۔ اس لئے مشاہدہ کے بعد خبر کی کچھ حقیقت نہیں۔ پس آؤ اور ان گنتی کے دنوں میں جو آپ اس مبارک بستی میں گزاریں گے، زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور دعاؤں اور انابت الی اللہ میں صرف کریں۔ ہاں تو ایسی ہی پر لطف روحانی گھڑیاں ہیں جب کہ آپ اپنے خدا سے گویا سرگوشیاں کرنے میں مصروف ہوں گے، اسلام و احمدیت کے لئے دعائیں کیجئے ـــــ خدا اپنے فضل سے دنیا کو اس نور کے قبول کرنے کی توفیق دے کہ وہ اس کے منور چہرہ کو دیکھنے کا ہی مشتاق ہے۔ خدا ان کے دلوں کی کھڑکیاں کھول دے۔ ان کی آنکھوں میں بصیرت پیدا کرے ـــــ پھر اپنے محبوب امام ہمام کے لئے بھی دعائیں کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے جلد سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور پھر ایسا وقت لائے جب حضور اپنی جماعت کو اپنے روح پرور خطبات سے نوازیں۔ حضور کی تازہ بتازہ ہدایات سے خدمتِ دین کے لئے ہمارے قدم اور تیز ہوں اور پھر احبابِ جماعت کو بھی توفیق دے کہ ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی میں وہ پہلے سے بڑھتے چلے جائیں۔

جس قسم کی دردبھری دعاؤں اور ذکر الٰہی کے انفرادی اور اجتماعی مواقع کے ساتھ ساتھ ایام جلسہ میں تقاریر کا پروگرام بھی روحانی غذا کا ایک ضروری حصہ ہے۔ اس حصہ کو کسی صورت میں اپنے حق میں کم نہ ہونے دیجئے۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے ساتھ صحبتِ صالحین بھی نور علیٰ نور ہے۔ دوسروں کی اچھی باتوں کو دیکھنا اور اپنانے کی کوشش کرنا زیادہ اچھا ہے بہ نسبت ان کی کمزوریوں کے تتبع اور اس پر دراسے زنی کے۔ کیونکہ اوّل الذکر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ فعل ہے اور اس کے قرب کا ذریعہ لیکن موخر الذکر شرعی نقطۂ نگاہ سے بھی ممنوع ہے اور اصلاحِ نفس کے لئے بھی زہر قاتل!

خدا آپ کے سفر کو بابرکت کرے اور اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے کی گئی دعائیں جلسہ میں شریک ہونے والے سبھی مومنوں کے حق میں قبول فرمائے۔

اور وہ لوگ جو اپنی حقیقی معذوریوں اور ناموافق حالات کی وجہ سے اس روحانی اجتماع میں عملی حاضری سے قاصر رہے ہیں انہیں دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ ان کی نیتوں کو جانتا ہے وہ اپنی پاک نیتوں کی وجہ سے مرکز سلسلہ سے دور رہتے ہوئے بھی قریب ہیں اور اس اجر اور ثواب کے مستحق۔ خدا تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو اور سب کو اپنی رضا مندی کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

مسلمانوں کی زندگی کا دار و مدار

اس پرچہ میں آئندہ صفحات پر حضرت امام جماعت احمدیہ کی تصنیف تفسیر کبیر سے ایک اہم مضمون نقل کیا جا رہا ہے جس میں حضور نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر نہایت جامع اور مدلل طریق پر بحث فرمائی ہے۔ یہ حصہ پڑھنے اور بغور مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حال ہی میں معاصر الجمعیۃ دہلی نے اپنی ایک تحریری اشاعت میں امت کے اہلِ قلم کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی نسبت سائنٹفک رجحانات سے روشنی ڈالیں اور معاصر نے اہلِ قلم کے افکار و خیالات کی اشاعت کا بھی وعدہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک دلچسپ اور مفید بحث ہے۔ اور علمی طبقہ میں یقیناً اس کا اشتیاق سے انتظار کیا جاتا ہوگا۔

اس سلسلہ میں معاصر نے جو اپنا ابتدائی خیال پیش کیا ہے اس میں لکھا ہے:-

"اکثر لوگوں نے اسبابِ زوال پر بحث کی مگر اس دلدل سے نکلنے کی راہ نہیں بتائی یہ بہت بڑی کمی ہے اور اہلِ قلم کو اس کا کبھی احساس نہیں ہوا۔ اور جس نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی وہ سائنٹفک رجحانات سے بہت دور نکل گیا اور صرف روحانیت پر قناعت کر بیٹھا" (الجمعیۃ دہلی ۲۸ / ۱۱)

معاصر نے جس رائے کا اظہار کیا ہے بہت ممکن ہے کہ پرانے لٹریچر کے مطالعہ کی بناء پر ہو۔ جیسا کہ خود اسی نوٹ کے ایک دوسرے حصہ سے اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ لیکن اگر حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے اس نوٹ کو بدقتِ نظر مطالعہ کیا جائے تو گو یہ ایک مختصر سا علی سبیل تذکرہ نوٹ ہے مگر اپنی جامعیت کے لحاظ سے مرکزی نقطۂ نظر کو مدلل طور پر پیش کر دیا گیا ہے اور حاصلِ مطلب واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی اس نوٹ میں اس بات کو واضح کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

زوالِ امت کے مسئلہ پر خواہ کسی پہلو سے غور کر لیں فلسفیانہ بحثوں کے جو جاہیں نکتے چھانتے چلے جائیں نتیجہ آخر یہی نکلے گا کہ جب تک مسلمان قرآن کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بھی رہے انہوں نے دنیا کی سیادت کی۔ جب قرآن کریم سے ان کا عمل اٹھا۔ دنیوی سیادت بھی ہاتھ سے گئی اور روحانیت سے بھی کوسوں پرے چلے گئے۔ اب حالت یہ ہے کہ اس بات پر بحثیں ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کے بگڑنے کے اسباب کیا تھے۔ یا بقول معاصر (زوال کی) اس دلدل سے نکلنے کی راہ کیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما چکے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰہَ یرفع بھٰذا الکتاب اقواماً و یضع بہ
آخرین (مسلم)

اللہ تبارک و تعالیٰ آئندہ اس مقدس اور بابرکت کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ بعض لوگوں کو بام عروج پر پہنچائے گا اور دوسروں کو نیچا کرے گا

مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے جو یقیناً بالہام الٰہی بیان فرمایا گیا ہے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ آئندہ زمانہ میں قوموں کی ترقی اور تنزل نہایت محکم طور پر قرآن کریم کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے یعنی جب تک کوئی قوم اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا رہے گی وہ دنیا میں بھی سردار ہوگی اور آخرت میں بھی خدا تعالیٰ کے قرب میں بلند مقام حاصل کرے گی۔ اور جو قوم اس کی تعلیمات سے منہ موڑے گی وہ اس دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھے گی اور آخرت میں بھی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگی

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے پہلے بھی روحانیت کو اپنانے کے نتیجہ میں عروج حاصل کیا جس کا سرچشمہ قرآن کریم کی اتباع ہے اور اب بھی اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اسی مبارک کتاب کو مشعلِ راہ بنا کر۔ لیکن بڑی مشکل تو یہ ہے کہ مسلمان واضح طور پر قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کا وعدہ آج بھی لکھا ہوا پاتے ہیں کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ
لَحٰفِظُوْنَ

(باقی صفحہ پر)

معارف القرآن

وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ حاصل ہوئے اُسے آگے چلاتے چلے جاؤ

مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفسیر کبیر میں سورہ النمل کی تفسیر میں ایک مقام پر مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر پُر معارف روشنی ڈالی ہے اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ —— (ادارہ)

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

فرماتا ہے تم بتاؤ تو سہی کہ کون ہے جو جو تمہیں پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور پھر پیدائش کے اس سلسلے کو جاری رکھتا ہے۔ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے کیا اس قادر مطلق خدا کے سوا کوئی اور بھی ہے جو ایسا کر سکے اگر تم سچے ہو تو اس کی دلیل پیش کرو۔

اس آیت میں یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ سے طبقات الارضی والی پیدائش مراد نہیں کیونکہ طبقات الارضی والی پیدائش تو کسی نے دیکھی ہے اور نہ اس کو توحید باری تعالیٰ کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس جگہ پیدائش اولیٰ سے مراد قوموں کو تمکنت بخشنا، اور یُعِیْدُہٗ سے مراد غالب قوموں کے زوال کے بعد ان میں دوبارہ زندگی اور بیداری کی روح پیدا کرنا ہے گویا بتایا کہ اگر تم

قوموں کی ترقی اور ان کے زوال کی تاریخ

پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ جب بھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو صرف الٰہی مدد اور تائید سے کی ہے۔ اور جب بھی کوئی قوم اپنے انحطاط کے بعد دوبارہ زندہ ہوئی ہے تو اس کا احیاء ثانیہ بھی الٰہی تدبیروں کے ماتحت ہی ہوا ہے خود بخود نہیں ہوا۔ اس آیت میں قوموں کی ترقی اور غلبہ کے بعد ان کے زوال اور پھر زوال کے بعد ان کے دوبارہ احیاء کا ذکر کر کے مسلمانوں کو بھی نہایت لطیف پیرایہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ تمہیں بھی دنیا پر

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے غلبہ

حاصل ہوگا اس لئے کبھی اس ترقی کو اپنے زور بازو کا نتیجہ نہ سمجھنا ورنہ تمہاری ساری ترقیات معطل رہ جائیں گی۔ اور پھر آسمانی تدبیر کے بغیر تمہیں دوبارہ دنیا میں غلبہ میسر نہ آ سکے گا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس سبق کو فراموش کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظاہری طور پر وہ ایسے زوال کا شکار ہوئے کہ اغیار کی نگاہ میں وہ ہنسی کا نشانہ بن کر رہ گئے۔ خرابیاں ہمیشہ

ذہنیت کے مسخ ہونے سے

پیدا ہوتی ہیں۔ ذہنیت درست رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی قوم کو چھوڑ دے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (سورہ رعد آیت ۱۲) یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنے دلوں میں خرابی پیدا نہ کرلے اور یہ ایسی چیز ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے لیکن

اتنی سادہ سی بات

بھی قومیں فراموش کر دیتی ہیں اور وہ تباہ ہو جاتی ہیں۔ انسان کا مرنا تو ضروری ہے اگر وہ مر جائے تو اس پر کوئی الزام عاید نہیں ہوتا لیکن قوموں کے لئے مرنا ضروری نہیں۔ قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ لیکن وہ زندگی کے اصول کو فراموش کر کے ہلاکت کے سامان پیدا کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ اگر وہ اس پر عمل کرتے تو ہمیشہ زندہ رہتے۔ لیکن قوم نے عمل کرنا چھوڑ دیا اور وہ مر گئی۔ دنیا بار بار یہ سوال کرتی ہے اور میرے سامنے بھی یہ سوال کئی دفعہ پیش ہوا ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی تھی جس میں ہر قسم کی سوشل تکالیف اور مشکلات کا علاج تھا۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا

وہ تعلیم کہاں گئی؟

اور ۳۳ سال میں ہی وہ کیوں ختم ہو گئی؟ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں سے کم درجہ کی خلافت تھی لیکن ان میں اب تک پوپ چلا آ رہا ہے لیکن مسلمانوں نے تینتیس سال کے عرصہ میں ہی خلافت کو ختم کر دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائیوں میں پوپ کے باغی بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی اکثریت ایسی ہے جو پوپ کو مانتی ہے اور انہوں نے اس نظام سے فائدے بھی اٹھائے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں ۳۳ سال تک خلافت رہی اور پھر ختم ہو گئی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں کی ذہنیت خراب ہو گئی اگر ان کی ذہنیت ٹھیک رہتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ نعمت ان کے ہاتھ سے چھینی جاتی۔ مجھے یہ حقیقت ایک دفعہ

رؤیا میں

بھی بتائی گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ پنسل کے لکھے ہوئے کچھ نوٹ ہیں جو کسی مصنف یا مؤرخ کے ہیں اور انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ پنسل بھی Copying یا Blue رنگ کی ہے۔ نوٹ صاف طور پر نہیں پڑھے جاتے لیکن جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوٹوں میں یہ بحث کی گئی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان اتنی جلدی کیوں خراب ہو گئے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات ان پر تھے۔ اعلیٰ درجہ کا تمدن اور بہترین اقتصادی تعلیم انہیں دی گئی تھی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا مگر پھر بھی وہ گر گئے اور ان کی حالت خراب ہو گئی۔ یہ نوٹ انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جو انگریزی لکھی ہوئی ہے وہ بائیں طرف سے دائیں طرف کو نہیں لکھی ہوئی تھی بلکہ دائیں طرف سے بائیں طرف کو لکھی ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی میں اسے پڑھ رہا تھا اور اس میں سے ایک فقرہ کے الفاظ قریباً یہ تھے کہ

There were two reasons for it. Their temprament becoming morbid and anarchical.

یعنی وہ خرابی جو مسلمانوں میں پیدا ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ

مسلمانوں کی طبائع میں دو قسم کے نقائص

پیدا ہو گئے تھے ایک یہ کہ وہ مار بڈ (Morbid) ہو گئے تھے یعنی اَن نیچرل (Un-natural) اور ناخوشگوار ہو گئے تھے۔ اور دوسرے ان کی ٹنڈنسیز Tendencies انارکیکل Anarchical ہو گئی تھیں۔ یعنی ان میں فساد اور بغاوت کی روح پیدا ہو گئی تھی۔

میں نے سوچا کہ واقع میں یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ مسلمانوں کا مار بڈ (Morbid) ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ انہیں جو بھی ترقیات ملیں وہ اسلام کی وجہ سے ملی تھیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت ملی تھیں ان کی ذاتی خوبی یا کمال کا ان میں کوئی دخل نہیں تھا مگر انہوں نے ان ترقیات کو اپنی ذاتی قابلیتوں کا نتیجہ سمجھنا شروع کر دیا۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ والوں کی جو کچھ حالت تھی اس کا اندازہ صرف اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ لوگ ان کا صرف مجاور سمجھ کر ادب کرتے تھے ورنہ ذاتی طور پر ان میں کوئی ایسی خوبی نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ ان کا ادب کرنے پر مجبور ہوتے۔ اسی طرح جب وہ غیر قوموں میں جاتے تو وہ بھی ان کا مجاور سمجھ کر ہی اعزاز کرتیں یا زیادہ سے زیادہ تاجر سمجھ کر ادب کرتی تھیں۔ وہ انہیں کوئی حکومت قرار نہیں دیتی تھیں اور پھر ان کی حیثیت اتنی کم سمجھی جاتی تھی کہ دوسری حکومتیں یہ سمجھتی تھیں کہ ہم جب چاہیں ان کو کچل سکتی ہیں۔ جیسے یمن کے گورنر نے بیت اللہ کو گرانے کے لئے حملہ کر دیا جس کا قرآن کریم نے

اصحاب الفیل

کے نام سے ذکر کیا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا تو تیرہ سال تک تو صرف تھوڑے سے آدمی آپ پر ایمان لائے مگر ہجرت کے آٹھویں سال بعد سارا عرب ایک نظام کے ماتحت آ گیا اور اسلام کو ایسی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی کہ بڑی بڑی حکومتیں اس سے ڈرنے لگیں۔ اس وقت دنیا حکومت کے لحاظ سے دو بڑے حصوں میں منقسم تھی اوّل رومی حکومت دوم ایرانی سلطنت۔ رومی سلطنت کے ماتحت تمام مشرقی یورپ، ٹرکی، ایسے سینیا، یونان، مصر اور اناطولیہ تھے اور ایرانی سلطنت کے ماتحت عراق، ایران، رشین ٹریٹوری کے بہت سے علاقے، افغانستان، ہندوستان کے بعض علاقے اور چین کے بعض علاقے تھے۔ ان دونوں حکومتوں کے سامنے عرب کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ لیکن ہجرت کے آٹھویں سال بعد سارا عرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گیا

اس کے بعد جب سرحدات پر عیسائی قبائل کی شرارت کی آپ کو خبریں ملنی شروع ہوئیں تو پہلے تو آپ خود وہاں تشریف لے گئے۔ اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ کوئی شامی لشکر اس وقت جمع نہیں ہو رہا تو آپ بعض قبائل سے معاہدات کر کے بغیر کسی لڑائی کے واپس آگئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد ہی قبائل نے پھر شرارت شروع کی تو آپ نے ان کی سرکوبی کے لئے حضرت اسامہ بن زید کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر نے بہت سے قبائل کو سرزنش کی اور بستیوں کو معاہدہ سے تابع کیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد اڑھائی سال کے عرصہ میں ہی یہ حکومت عرب سے نکل کر دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنی شروع ہوئی یعنی مکہ کے پانچ سال بعد ایرانی حکومت پر حملہ ہو گیا تھا اور اس کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا گیا تھا اور چند سالوں میں رومی سلطنت اور دوسری سب حکومتیں تباہ ہو چکی تھیں۔ اتنی بڑی فتح اور

اتنے عظیم الشان تغیر کی مثال

دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ تاریخ میں صرف نپولین کی ایک مثال ملتی ہے لیکن اس کے مقابلہ کوئی ایسی طاقت نہیں تھی جو تعداد اور طاقت میں اس سے زیادہ ہو۔ جرمن کا ملک اس وقت ۳۶ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا۔ اور اسی طرح اس کی تمام طاقت منتشر تھی۔ چنانچہ ایک مشہور امریکی پریذیڈنٹ سے کسی نے پوچھا کہ جرمن کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا ایک شیر ہے دو تین لومڑیاں ہیں۔ اور کچھ چوہے ہیں۔ شیر سے مراد رشیا تھا ومڑیوں سے مراد دوسری حکومتیں تھیں۔ اور چوہوں سے مراد جرمن تھے۔ گویا جرمن اس وقت ٹکڑے ٹکڑے تھا۔ روس ایک بڑی طاقت تھی مگر وہ روس کے ساتھ ٹکرایا اور وہاں سے ناکام واپس لوٹا۔ اسی طرح انگلستان کو بھی فتح نہ کر سکا۔ اور انجام اس کا یہ ہوا کہ وہ قید ہو گیا۔ پھر دوسرا بڑا شخص ہٹلر ہوا۔ بلکہ دو بڑے آدمی دو ملکوں میں پیدا ہوئے یعنی ہٹلر اور مسولینی۔ دونوں نے بیشک ترقیات حاصل کیں لیکن دونوں کا انجام شکست ہوا۔ مسلمانوں میں [illegible] بڑی حکومت حاصل کی وہ تیمور تھا۔ اس کی بھی یہی حالت تھی وہ بیشک دنیا کے کناروں تک گیا لیکن وہ اپنے اس مقصد کو کہ ساری دنیا فتح کرے حاصل نہ کر سکا مثلاً [illegible] تابع کرنا چاہتا تھا لیکن تابع نہ کر سکا۔ اور جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا میرے سامنے انسانوں کی ہڈیوں کے ڈھیر ہیں جو مجھے ملامت کرتے ہیں۔ پس

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

ہی ایسے شخص ہیں کہ آپ تک [illegible] رہے ہیں جنہیں [illegible] سے ترقی کی اور تھوڑے عرصہ میں ہی سارے عرب کو تابع فرمان کر لیا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک خلیفہ نے ایک بہت بڑی حکومت کو توڑ دیا اور باقی علاقے آپ کے دوسرے خلیفہ نے فتح کر لئے۔ یہ تغیر جو واقع ہوا محض خدائی نصرت کا نتیجہ تھا کسی انسان کا کام نہیں تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مکہ میں پہنچی تو ایک مجلس میں حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب پیغام بر نے کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو سب لوگوں پر

غم واندوہ کی کیفیت

طاری ہو گئی اور سب نے یہی سمجھا کہ اب ملکی حالات کے ماتحت اسلام پراگندہ ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے کہا اب کیا ہوگا؟ پیغام بر نے کہا آپ کی وفات کے بعد حکومت قائم ہو گئی ہے اور ایک شخص کو خلیفہ بنا لیا گیا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ پیغام بر نے کہا ابوبکر۔ ابو قحافہ نے حیران ہو کر پوچھا کون ابوبکر؟ کیونکہ وہ اپنے خاندان کی حیثیت کو خوب سمجھتے تھے۔ اور اس حیثیت کے لحاظ سے وہ خیال بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے بیٹے کو سارا عرب بادشاہ تسلیم کرے گا۔ پیغام بر نے کہا ابوبکر جو فلاں قبیلہ میں سے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا کس خاندان میں سے ہے پیغام بر نے کہا فلاں خاندان میں سے۔ اس پر ابو قحافہ نے دوبارہ دریافت کیا وہ کس کا بیٹا ہے؟ پیغام بر نے کہا

ابو قحافہ کا بیٹا

اس پر ابو قحافہ نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور پھر کہا آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالے کی طرف سے ہی تھے۔ ابو قحافہ پہلے صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے سچے دل سے سمجھ لیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے میں راستباز تھے۔ کیونکہ ابوبکر کی خاندانی حیثیت ایسی نہ تھی کہ سارے عرب آپ کو مان لیتے پس

یہ الٰہی دین تھی

بعد میں مسلمانوں کی ذہنیت ایسی بگڑی کہ انہوں نے یہ سمجھنا شروع کیا کہ یہ فتوحات ہم نے اپنی طاقت سے حاصل کی ہیں۔ کسی نے کہنا شروع کر دیا کہ عرب کی اصل طاقت بنو امیہ ہیں اس لئے خلافت کا حق ان کا ہے کسی نے کہا بنو ہاشم عرب کی اصل طاقت ہیں کسی نے کہا بنو مطلب عرب کی اصل طاقت ہیں۔ کسی نے کہا خلافت کے زیادہ حقدار انصار ہیں جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں جگہ دی گویا تھوڑے ہی سالوں میں مسلمان مارِبڈ (Morbid) ہو گئے اور ان کے دماغ بگڑ گئے۔ ان میں سے ہر قبیلہ نے یہ کوشش شروع کر دی کہ وہ خلافت کو بزور حاصل کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت ختم ہو گئی۔ پھر

مسلمانوں کے بگڑنے کا دوسرا سبب

انارکی (Anarchy) ہے۔ اسلام نے سب میں مساوات کی روح پیدا کی۔ لیکن مسلمانوں نے یہ نہ سمجھا کہ مساوات پیدا کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ایک آرگنائزیشن ہو۔ اس کے بغیر مساوات قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلام آیا ہی اسی لئے تھا کہ وہ ایک آرگنائزیشن اور ڈسپلن قائم کرے اور ڈسپلن بھی ایسا جو ظالمانہ نہ ہو۔ لیکن چند ہی سال میں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ ہم آزاد ہیں اور اگر حکام نے ان کے رستہ میں روک ڈالی تو انہوں نے انہیں مارنا اور قتل کرنا شروع کر دیا یہ وہ روح تھی جس نے مسلمانوں کو خراب کیا۔ انہیں یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ یہ حکومت الٰہیہ ہے اور اسے خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے پس اسے خدا تعالے ہی کے ہاتھ میں رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔ اللہ تعالے سورۂ نور میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ

خلیفے ہم بنائیں گے

لیکن مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں اور جب انہوں نے یہ سمجھا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں تو خدا تعالے نے کہا اچھا اگر خلیفے تم نے بنائے ہیں تو اب تم ہی بناؤ۔ چنانچہ ایک وقت تک تو وہ پہلوں کا مارا ہوا شکار، یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا مارا ہوا شکار کھاتے رہے لیکن مرا ہوا شکار ہمیشہ کام نہیں دیتا۔ زندہ بکرا یا زندہ بکری یا زندہ مرغا مرغی تو تمہیں ہمیشہ گوشت اور انڈے کھلائیں گے لیکن ذبح کی ہوئی مرغی یا بکری زیادہ دیر تک نہیں جا سکتی۔ کچھ وقت کے بعد خراب ہو جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں تو مسلمان شکار کا تازہ گوشت کھاتے تھے لیکن جب انہوں نے اپنی

زندگی کی روح

کو ختم کر دیا تو تازہ شکار کی بجائے اپنے باپ دادا کا مارا ہوا شکار انہوں نے کھانا شروع کر دیا مگر یہ شکار کب تک کام دے سکتا تھا۔ ایک ذبح شدہ بکری میں اگر بیس پچیس سیر گوشت بھی ہو تو آخر وہ ختم ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کا مارا ہوا شکار بھی ختم ہو گیا اور پھر ان کا وہی حال ہوا کہ "بجھ [illegible] کوشش لیتے ہوئے آئے" وہ ہر جگہ ذلیل ہونا شروع ہوئے۔ انہیں ماریں پڑیں اور ان کی تمام شان و شوکت جاتی رہی۔ عیسائیوں نے تو اپنی مردہ خلافت کو آج تک سنبھالا ہوا ہے لیکن انہوں نے

زندہ خلافت

کو اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑ دیا جو محض نفسانی خواہشات، دنیوی ترقیات کی تمنا اور وقتی جوشوں کا نتیجہ تھا۔

اب چونکہ خدا تعالے نے پھر اپنے فضل سے

مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو

خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی

خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالے نے دی ہی اسی لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالے چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہوگے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدِ نظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھوگے

پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب

پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رُخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل (Channel) بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گذارتی ہے۔ تم ایک نسل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤگے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤگے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اسی طرح مر جاؤگے ....

گلدستہ — جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

قسط نمبر ۹

—— ۳۰ ——

ہمارا ایک عزیز درویش بھائی جو فرمانبرداری کا مجسمہ تھا جسے دیکھ کر بہت دشجاعت کے معنی ذہن میں مستحضر ہو جاتے تھے۔ جیسے اگر کہا جاتا کہ تمہارے ذمہ فلاں ڈیوٹی لگائی جاری ہے تو اس ڈیوٹی کی تفاصیل سننے تک اس کے قدم مقام ڈیوٹی کی طرف اٹھ جانے کے لئے بیتاب رہتے۔ اس کا جسم متحرک رہتا اور وہ تفاصیل سننے تک کئی بار قدم اٹھا کر روکتا... اور پھر اپنا مفوضہ کام سرانجام دینے تک وہ دم نہ لیتا تھا۔ اس کے سپرد کوئی کام کر دینے سے طبیعت میں ایک اطمینان پیدا ہو جاتا تھا کہ اب یہ کام یقیناً وقت سے بھی پہلے ہو جائیگا۔ جن لوگوں کو ایک عہدہ دار کی حیثیت سے نوکل، انجمن احمدیہ قادیان کی خدمات بجا لانے کا موقعہ ملا ہے وہ اس کی شہادت دیں گے۔ راقم الحروف نے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بیسیوں بار اس کا تجربہ کیا۔ اور جہاں کہیں محنت اور رفتار عمل کا کام ہوتا مجھے اپنے بھائی فضل الٰہی مرحوم کی ضرورت ہوتی تو جو نہی وہ بھاگ کر پہنچتا اور جو کام اس کے سپرد کیا جاتا وہ بڑے خلوص اور محنت کے ساتھ اسے انجام دیتا۔

وہ ایک مضبوط اور بہادر نوجوان تھا اور ہر کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کا یہ عالم تھا کہ "جاؤ" کہنے پر وہ جا چکا ہوتا اور "آؤ" کہنے پر گویا وہ پہلے ہی آ چکا ہوتا اس نے اپنی ساری درویشی میں کبھی کسی مفوضہ کام کے بارہ میں تامل یا تخلف نہ کیا۔

فضل الٰہی مرحوم قادیان آنے سے قبل ان پڑھ تھا لیکن زمانہ درویشی میں اس نے محنت کر کے پڑھنا سیکھ لیا تھا اور معمولی لٹریچر پڑھ لیتا تھا۔ درویشی ہی میں مرحوم نے معماری کا کام بھی سیکھ لیا تھا اور تعمیرات کے شعبہ میں کافی عرصہ کام کیا چنانچہ چاردیواری بہشتی مقبرہ کی تعمیر میں بھی مرحوم نے حصہ لیا اور بہشتی مقبرہ کی سڑک کی تعمیر و تزئین میں بھی حصہ لیتا رہا۔

بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۸ اور نمبر ۹ کی وہ قبریں جو تقسیم ملک کے بعد کھودی گئیں ہیں ان میں سے اکثر کی کھدائی مرحوم ہی نے اپنے بعض ساتھیوں سمیت کی۔ قبر کی کھدائی کا کام چونکہ محنت اور جلدی کا متقاضی ہوتا ہے اس لئے اکثر مرحوم کو ہی یہ خدمت سپرد کی جاتی۔

مرحوم نہایت محنتی اور طاقتور نوجوان تھا اور پنجاب کے مشہور کھیل کبڈی کا ماہر کھلاڑی تھا۔ اور کبڈی کے بڑے بڑے مقابلوں میں حصہ لیتا اور انعام پاتا رہا۔ چنانچہ درویشی کے شروع کے ایام میں ہماری احمدیہ کبڈی ٹیم جس نے کئی اچھے میچ جیتے تھے مرحوم اس ٹیم کا کیپٹن ہوتا تھا۔ اور قادیان میں "یوم آزادی" وغیرہ تقاریب کی کھیلوں میں بھی مرحوم ہمیشہ انعام پاتا رہا۔

فضل الٰہی مرحوم میاں محمد عبداللہ صاحب احمدی سکنہ کھاریاں ضلع گجرات مغربی پاکستان کا فرزند تھا۔ جماعت احمدیہ کھاریاں نے اپنے پانچ فرزند درویشی کی قربانگاہ پر دئے جن میں سے تین منہم من قضیٰ نحبہ کی فہرست میں آ چکے ہیں اور دو منہم من ینتظر کی فہرست میں ہیں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ وہ فوت ہونے والے ہمارے تینوں بھائی اچانک اور عالم جوانی میں فوت ہو گئے۔

افسوس کہ ہمارا یہ بھائی ۹ جولائی ۱۹۶۳ء کو اچانک ایک حادثہ کا شکار ہو کر ہمیں داغ مفارقت دے گیا اور اپنے پیچھے اور جوان بیوہ اور دو کمسن بچے چھوڑ گیا۔ یا پھر غمزدہ بوڑھے والدین اور تین بھائی اور دو بہنیں جو اس وقت کھاریاں میں ہیں۔

یوں تو ہمارے فوت ہونے والے تمام درویش بھائیوں کی وفات پر درویش برادری نے شدید رنج و غم محسوس کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دو مواقع ایسے بھی آئے جب کہ درویش اپنے آنسوؤں کے آخری قطرے تک رو دئے ایک حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی وفات پر اور دوسرے فضل الٰہی مرحوم کی وفات پر۔

مرحوم موصی تھا اس لئے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔

—— ۳۱ ——

پھول تو کھلنے کے بعد کچھ وقت تک اپنے رنگ و نکہت سے فضاؤں کو معطر کر جاتے ہیں لیکن کچھ غنچے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ چٹخنے سے پہلے ہی باد سموم کا کوئی جھونکا انہیں مرجھا جاتا ہے اور وہ سرسبز و شاداب شاخ کو حسرت بھری الوداع کہہ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک غنچۂ ناشگفتہ ہمارا بھائی نیاز علی بھی تھا۔

کاش! زمانہ اپنے اوقات سے ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کا دن خارج کر دیتا کہ قادیان کی بستی پر کرب و بلا کا یہی دن تھا۔ قادیان کے بیرونی محلوں پر حملہ ہو چکا تھا اور عورتوں کو ان محلوں سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچانے کا کام ہو رہا تھا۔ ہمارے چند نوجوان ظلم کی اس بھڑکتی ہوئی آگ میں کود کر اپنی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت بچانے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ لوگ کشتہ کہاں تو اکثر جانتے ہیں لیکن کشتہ جتنا کسی کسی کو آتا ہے۔

مرحوم نیاز علی محلہ دارالرحمت میں اسی کام پر مامور تھا وہ مسجد دارالرحمت والے چوک میں تھا۔ بس اس کے ساتھی اتنا ہی بتا سکے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوا وہ کہاں گیا۔ کہیں سے گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔ بس یہیں یہ روایت ختم ہو جاتی ہے۔ مرحوم کی نعش باوجود تلاش کے نہیں مل سکی تھی۔

نیاز علی مرحوم میاں غلام محی الدین صاحب گوجر احمدی سکنہ کھاریاں ضلع گجرات کا فرزند تھا۔ اور بائیس سال کی عمر میں شہید ہوا۔ مرحوم خوش قسمت تھا کہ اس نے وفات کے وقت قادیان کی سرزمین پائی۔ اور مرحوم کے پسماندگان کے لئے یہ امر باعث فخر کہ ان کا عزیز قادیان کے کام آیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

—— ۳۲ ——

کابل کی سخت جان اور سنگلاخ سرزمین میں ایک اور پھول کھلا تھا جسے خلافت ثانیہ کے عہد میں قادیان آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میاں عبدالرحیم خان صاحب افغان درویش حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے ہم وطن تھے اور ہجرت کر کے قادیان چلے آئے تھے۔ یہاں مختلف محلوں میں وہ پہرہ دار کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد خدمت مرکز کے جذبہ سے قادیان میں ہی ٹھہر گئے تھے اور اپنی عمر کے مناسب حال مختلف ڈیوٹیاں دیتے رہے۔

نہایت خاموش طبع اور تنہائی پسند انسان تھے۔ نمازیں اور ذکر الٰہی ہی ان کا مشغلہ رہا۔ نماز کے وقت سے بہت پہلے مسجد میں پہنچ جاتے اور ذکر الٰہی کرتے رہتے۔

مرحوم کی کچھ تھوڑی سی زرعی زمین بھی محلہ احمدیہ کے شرقی جانب ڈھاب کے کنارے پر واقع تھی اسی میں ایک چھوٹا سا مکان اور باغیچہ تھا۔ یہ زمین تقسیم ملک کے بعد بھی مرحوم ہی کے قبضہ میں رہی اور اس کی دیکھ بھال کے لئے اکثر وہاں جایا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ ساری جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کر دی تھی۔

مرحوم بڑے نیک سیرت اور نیک نفس تھے۔ چونکہ عبادات اور ذکر الٰہی میں بڑا شغف تھا اس لئے اکثر سچی خوابیں بھی آتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک درویش بھائی کے متعلق خواب میں دیکھا کہ ان کے مکان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور مکان کی ساری کھڑکیوں میں سے دھواں نکل رہا ہے۔ یہ خواب اس درویش کو سنا دی تاکہ وہ استغفار کریں۔ بعد میں اس درویش کو واقعی ایسی شدید پریشانیاں لاحق ہوئیں کہ واقعی گویا ان کے مکان میں آگ لگی اور واقعی کچھ عرصہ تک خواب کی کیفیت طاری رہی۔

مرحوم مورخہ ۱۳ اکتوبر کو فوت ہو کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن ہوئے وفات کے وقت عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

—— ۳۳ ——

حضرت بابا شیخ احمد صاحب ولد قادر دین غلام محمد صاحب قوم موہیال ذات محلہ مسجد مبارک قادیان کے رہنے والے تھے تقسیم سے قبل قادیان میں دکاندار تھے۔ تقسیم کے بعد بھی یہیں ٹھہر گئے تھے۔ اور اپنے سابقہ مکان میں ہی سکونت پذیر رہے۔ بہت کم گو اور کم آمیز تھے۔ اور ساری درویشی ایک قسم کی تنہائی میں ہی گزار دی۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔

درویشی کے گیارہ سال اسی عزلت نشینی میں گزار کر ۱۰ فروری ۱۹۵۸ء کو فوت ہوئے اور قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں دفن کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ (باقی)

شکریہ احباب

مجھے اپنے والد بزرگوار عبدالرحیم خان صاحب درویش قادیان مرحوم اور ان کے بعد اہلیہ ام محمود بیگم صاحبہ کی وفات پر احباب کرام نے کثرت کے ساتھ خطوط کے ذریعہ اظہار افسوس و ہمدردی اور دلجوئی فرمائی اور میرے شریک غم ہوئے اور حقیقی برادرانہ سلوک کا نمونہ دیا۔ ان سب احباب کرام کا اخبار بذا کے ذریعہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سب کے حق میں دعا گو ہوں۔

احباب کرام سے استدعا ہے کہ وہ مرحومین کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں اور میرے لئے اور میرے معصوم بچوں کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے بہتر رنگ میں ان کی تعلیم و تربیت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو احمدیت کے خادم بنائے۔ آمین ثم آمین

احباب کرام کا شکرگزار
خلیل الرحمٰن احمدی۔ پٹ دوشبر

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
مینیجر بدر

اذکروا موتاکم بالخیر

حضرت راجہ عطا محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ

میرے والد ماجد حضرت راجہ عطا محمد خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب راجہ شیر احمد خاں صاحب سابق والیٔ کرناہ [illegible] کے دوسرے فرزند تھے جب مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب والیٔ جموں کشمیر کے ساتھ راجہ شیر احمد خاں صاحب کی جنگ ہوئی تو بعد میں جناب راجہ شیر احمد خاں کو کشمیر بلا لیا گیا اور بطور گزارہ تین دیہات یاڑی پورہ، فوننگی و برانکو جاگیر دئے گئے۔ راجہ شیر احمد خاں صاحب کے چھ فرزند تھے صرف راجہ محمد عظیم خاں صاحب اور حضرت والد راجہ عطا محمد خاں صاحب نوجوان تھے۔ ان کو مہاراجہ نے بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لیا۔ انہی ایام میں حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مہاراجہ صاحب کے شاہی حکیم مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ اور حضرت راجہ صاحب ہر دو اہل حدیث تھے۔ ان کے تعلقات کچھ ایسے بڑھے کہ گویا ایک ماں کے بطن سے دو بچے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت راجہ صاحب کو تحصیلدار مقرر کیا گیا۔ اور بعد میں ڈپٹی کمشنر ہو کر گلگت چلے گئے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خط و کتابت باقاعدہ رہی۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے ماموریت فرمایا تو حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ قادیان تشریف لے آئے اور حضرت راجہ صاحب بھی ریٹائر ہو کر گھر آ گئے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے والد صاحبؓ کو اطلاع دی کہ قادیان میں حضرت مہدی معہود کا ظہور ہو چکا ہے۔ اس وقت حضرت والد صاحبؓ کو آنکھوں میں تکلیف تھی۔ موتیا بند کا عارضہ تھا۔ انہوں نے اپنے بھائی راجہ محمد حیدر خاں صاحب کو قادیان بھیج دیا تاکہ پوری تحقیقات کر کے واپس آ کر اطلاع دیں۔ راجہ محمد حیدر خاں صاحب قادیان پہنچے اور بیعت کر کے واپس آ گئے۔ اور راجہ صاحب کو اطلاع دی۔ راجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور قادیان جانے کی تیاری کرنے لگے۔ تیاری کے بعد اپنے بڑے فرزند راجہ یار محمد خاں صاحب و مولوی عبداللہ صاحب کشمیری اور چھ سات ملازمین سمیت براستہ جموں قادیان روانہ ہو گئے۔ اور جموں و بٹالہ ہوتے ہوئے جب قادیان پہنچے تو چونکہ انہیں علم نہ تھا اس لئے یہ سمجھ کر کہ یہ قادیان نہیں بلکہ کوئی اور گاؤں ہے ایک جگہ آرام کرنے بیٹھ گئے۔ اور اپنے خدمتگار فقیر خاں صاحب سے کہا کہ اس گاؤں میں جا کر کہیں سے دودھ لے آؤ۔ فقیر خاں صاحب دودھ لینے چلے گئے۔ اتنے میں ایک شخص والد صاحبؓ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم کشمیر سے آئے ہیں اور قادیان جا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپ مرزا غلام احمد کے پاس جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ مرزا غلام احمد کے پاس کیا رکھا ہے آپ لوگ خواہ مخواہ اتنا خرچ برداشت کر کے آئے ہیں۔ یہ سب دھوکا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ واپس چلے جائیں۔ والد صاحب نے پوچھا کہ قادیان اب کتنی دور ہے؟ تو اس نے کہا کہ ابھی آگے ہے لیکن میرا مشورہ مان لیں واپس جائیں۔ اسی اثنا میں خدمتگار فقیر خاں دوڑتا ہوا پہنچ گیا اور اس نے کہا کہ قادیان تو یہی ہے۔ مسجد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب درس دے رہے ہیں۔ حضرت والد صاحب یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں سمیت چل پڑے۔ جونہی والد صاحب مسجد میں پہنچے حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے پہچان لیا اور دوڑ کر گلے ملے اور دونوں اس طرح زار زار روئے کہ جیسے برسوں کے بچھڑے ہوئے بھائی ہوں۔ اسی وقت حضرت مولاناؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ کشمیر سے راجہ عطا محمد خاں صاحب آئے ہیں۔ حضورؑ نے دریافت فرمایا کہ کس غرض سے آئے ہیں تو حضرت مولانا نے لکھ بھیجا کہ ملاقات کی غرض سے آئے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لے آئے

چند روز کے بعد والد صاحبؓ نے اپنے ساتھیوں سمیت حضور کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔ حضورؑ نے فرمایا راجہ صاحب! آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ ایک دو ملازموں کو ساتھ لے کر لاہور چلے جائیں اور آنکھوں کا علاج کرائیں۔ میں انشاء اللہ دعا کروں گا اور صحت ہو جائے گی۔ چنانچہ والد صاحب نے حضورؑ کے ارشاد کی تعمیل کی اور لاہور چلے گئے۔ اور چند دن کے علاج کے بعد آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اور آپ واپس قادیان آ گئے۔ حضور علیہ السلام اور حضرت مولاناؓ کو بہت خوشی ہوئی۔

کچھ دنوں کے بعد والد صاحبؓ نے واپس جانے کی اجازت چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا راجہ صاحب! میں آپ کو اپنی طرف سے بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ کشمیر کے لوگوں سے میری طرف سے بیعت لیا کریں۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے والد صاحبؓ کو مبارکباد دی

والد صاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں بجائے جموں کے براستہ گڑھی حبیب اللہ جاؤں۔ ایک تو گڑھی کا نواب میرا رشتہ دار ہے۔ اور علاقہ کھوڑی ضلع مظفر آباد کا جو سلطان ہے اس کے فرزند کا لڑکا جو اس کا ولیعہد بھی ہے میری لڑکی بیاہی ہوئی ہے۔ میں ان سب کو پیغام حق پہنچا دوں گا۔ چنانچہ حضورؑ نے اجازت دے کر والد صاحبؓ اپنے ساتھیوں سمیت واپس روانہ ہو گئے۔ جب گڑھی حبیب اللہ ضلع ہزارہ پہنچے تو والد صاحبؓ نے اپنے ساتھیوں کو کھوڑی بھجوا دیا اور اپنے داماد کے نام ایک رقعہ بھیج دیا۔ اور کہہ دیا کہ میں چار پانچ روز تک پہنچ جاؤں گا۔ آپؓ نے اپنے فرزند راجہ یار محمد خاں صاحب اور خدمتگار فقیر خاں صاحب کو اپنے ساتھ رکھا۔ گڑھی کا نواب خان محمد حسین خاں صاحب ایک نوجوان آدمی تھا۔ والد صاحب نے اسے احمدیت سے آگاہ کیا۔ یہ خبر گڑھی میں بجلی کی طرح پھیل گئی کہ راجہ صاحب قادیان میں بیعت کر کے آئے ہیں۔ علاقہ کے ملاں اور مولوی یہ خبر پا کر نواب صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا غضب ہے کہ آپ نے راجہ صاحب کو مہمان کر رکھا ہے یہ تو اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ انہیں ختم کر دینے سے جنت ملے گی خواہ پہاڑ کے برابر گناہ ہوں۔ نواب صاحب نے کہا کہ راجہ صاحب میرے رشتہ دار ہیں میری ہمشیرہ ان کے بھائی کے نکاح میں ہے اور میری بھانجی کی منگنی ان کے ماموں لڑکے کے ساتھ ہو چکی ہے جو ان کے ساتھ ہے مولویوں نے کہا ہم حلفاً عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان کے متعلق کوئی کارروائی نہ کی تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا۔ اور آپ پر کوئی بڑی مصیبت آ جائے گی۔ ہم لوگ آپ کے خیر خواہ ہیں اس لئے یہ نیک مشورہ دیتے ہیں۔ نواب صاحب نوجوان اور ناتجربہ کار تھے ان کے بہکاوے میں آ گئے اور طے ہوا کہ فلاں روز بوقت سحر راجہ صاحبؓ کو قتل کر دیا جائے۔ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر کے ایک علیحدہ مکان میں رکھا گیا۔ نواب صاحب نے اس معاملہ کی اطلاع اپنی والدہ اور وزیر سید مردان علی شاہ صاحب کو بھی دی۔ والدہ سخت ناراض ہوئی اور نواب سے کہا تمہیں شرم نہیں آتی اپنی بہن کا بھی کوئی لحاظ نہیں۔ راجہ صاحب کا لڑکا تمہاری بہن کا داماد بننے والا ہے۔ اور خوبصورت نوجوان ہے۔ تمہیں جنت کا شوق ہے اس کام سے جنت تو نہیں البتہ جہنم مل جائیگا۔ وزیر نے بھی سمجھایا آج کل کے ملاں مولوی سب گمراہ ہیں آپ ان کے مشورہ پر عمل نہ کریں۔ ورنہ نہ نوابی رہے گی اور نہ شان۔ لیکن نواب صاحب ملاؤں سے سخت متاثر تھے انہوں نے کہا میں ضرور یہ کام کرونگا۔ وزیر نے کہا اچھا۔ پھر آپ کی مرضی۔ لیکن یہ امر یاد رکھیں کہ اگر آپ نے راجہ صاحب کو قتل کروایا میں بھی اپنے پیٹ میں خنجر مارونگا۔ لیکن نواب صاحب نے وہ ارادہ نہ توڑا

جو لوگ قتل پر مامور تھے وہ ایک پوشیدہ جگہ پر تھے اور وہاں گانا بجانا ہو رہا تھا۔ والد صاحب اپنے خدمتگار فقیر خاں سمیت الگ مکان میں تھے۔ قتل کے لئے صبح کا وقت مقرر تھا۔ لوگ سو گئے۔ راجہ صاحب بھی سو گئے۔ نصف شب کے وقت راجہ صاحب اٹھے آہستہ سے خدمتگار کو جگایا اور کہا یار محمد خاں کو بھی آہستہ سے جگاؤ؛ اور کوئی آہٹ نہ ہو۔ اور فوراً یہاں سے نکل چلو۔ خدمتگار نے وجہ پوچھی فرمایا بس خاموشی سے نکل چلو۔ وہ لوگ [illegible] اور یہ لوگ خاموشی سے نکل [illegible] پیدل چلنے کی عادت نہ تھی [illegible] رہے۔ چند میل جا کر پو پھٹی [illegible] کی نماز پڑھی۔ ذرا دیر بعد سورج نکلا [illegible] آپ نے خدمتگار سے کہا۔ سامنے والے گاؤں جا کر چائے کا انتظام کرو اور اگر نہ ہو سکے تو کوئی بکری کا چھوٹا بچہ لے کر ذبح کر کے گوشت بھون لو۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا انہوں نے سمجھا کوئی دشمن ہے جب نزدیک پہنچا تو معلوم ہوا کہ نواب صاحب کا وزیر سید مردان علی شاہ ہے۔ وہ راجہ صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور گھوڑے سے اتر کر السلام علیکم کہا اور راجہ صاحب کو مبارکباد دی۔ اور روٹیوں کا تھال اور کباب جو وہ ساتھ لایا تھا پیش کر کے کہا کہ آپ کو اس سازش کا کیسے پتہ چل گیا۔ راجہ صاحب نے فرمایا خواب کے ذریعہ علم ہوا۔ کھانے کے بعد وزیر نے راجہ صاحب کے لئے سواری کا انتظام کر دیا اور وہ کھوڑی روانہ ہو گئے۔ کھوڑی پہنچ کر راجہ صاحب نے نواب صاحب کے تمام حالات سنائے اور فرمایا کہ وہ اپنی جوانی میں مست ہے اسے ضرور کوئی سزا ملے گی۔ چنانچہ اسے سزا ملی اور وہ اولاد سے محروم رہا۔

اگلے روز جمعہ تھا راجہ صاحبؓ نے اپنے داماد سے کہہ کر شہر اور مضافات میں منادی کروا دی کہ مولوی عبداللہ صاحب کا خطبہ ہوگا لوگ ضرور جمعہ پڑھنے آئیں۔ اس سے مراد تبلیغ کرنا تھا چنانچہ بڑی کثرت سے لوگ آئے مولوی عبداللہ صاحب نے خطبہ دیا اور خوب تبلیغ ہوئی۔ (افسوس کہ مولوی عبداللہ صاحب بعد میں چینوی فتنہ کی رو میں بہہ گئے) اور پھر بہائی مذہب اختیار کر کے فوت ہوئے)

کھوڑی سے واپس گھر پہنچ کر والد صاحب نے ایک بڑا تبلیغی جلسہ منعقد کیا جس کے نتیجہ میں آپ کے خاندان کے بہت سے افراد کے علاوہ کئی دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کی۔

والد صاحب ایک مرتبہ پھر قادیان گئے اور قادیان سے واپسی پر اسی نواب سے بھی ملاقات کی وہ بہت شرمندہ تھا۔ اس نے معافی مانگی اور ایک قیمتی گھوڑا مع اس کے ساز و سامان کے پیش کیا۔ لیکن آپ نے گھوڑا لینے سے انکار کر دیا۔

والد صاحب مرحوم بڑے غیور تھے۔ اپنی ساری عمر حتی المقدور احمدیت کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی وفات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی حضورؑ نے آپ کا جنازہ غائب پڑھا۔ اللہم اغفرہ

افسوس کہ میری صحت اچھی نہیں ورنہ میں تفصیل کے ساتھ آپ کے اخلاق و شمائل کے بارہ میں لکھتا۔

خاکسار راجہ غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچھ (ابن حضرت راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم و مغفور)۔

درویش فنڈ

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی خاص توجہ کے لئے

ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھے" (سیدنا حضرت امیر المومنین)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش خدمت دین، حفاظت مرکز اور دیار حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ سے قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی شادیاں ہندوستان میں کی گئیں۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل وعیال کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچ گئی ہے اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشان کی جملہ ضروریات (قیام طعام لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور چندہ کی آمد کے مقابل پر اخراجات بہت زیادہ ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ غیر متوازن چلا آرہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مد ظلہ العالی نے درویشوں کی ضروریات اور مرکز قادیان کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

> "بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے، بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عاید کیا گیا ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے یہ غلہ دے رہے ہیں۔"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مد ظلہ العالی نے فرمایا کہ

> "دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے، لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لا رہیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ وخیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں درویش فنڈ کی تحریک کا آغاز ۱۹۵۸ء میں کیا گیا۔ تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین نے درویش فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، لیکن اب کچھ عرصہ سے اس آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ ۱۳۵۰۰/- روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے ساتھ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ ٭٭

ریلوے کرایہ میں رعایت

جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے احباب فائدہ اٹھائیں

جیسا کہ احباب کو علم ہے ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸ تا ۲۰ر دسمبر کو قادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔ ریلوے کی طرف سے مورخہ ۱۰ر دسمبر تا ۲۵ر دسمبر رعایتی کرایہ پر ٹکٹ مل سکتے ہیں اور یہ ٹکٹ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۳ء تک استعمال ہو سکتے ہیں۔ پس احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور رعایتی ٹکٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تفصیلی معلومات اپنے اپنے ریلوے اسٹیشنوں سے معلوم کر لیں۔

اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ناظر امور عامہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸۔۱۹۔۲۰ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے لیکن تا حال جلسہ سالانہ کا بجٹ نصف وصول ہوا ہے۔ باوجودیکہ احباب جماعت وعہدیداران کی خدمت میں بذریعہ اعلان اخبار وتحریکات برابر یاددہانی کرائی جاتی رہی ہے۔ یہ چندہ لازمی چندہ جات میں سے ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے جاری ہے اس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا ½ یا سال کی آمد کا 1/120 ہے۔ اس چندہ کی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی چاہیئے تاکہ جلسہ سے قبل ضروری انتظامات کے لئے رقم کام آ سکے۔

لہٰذا جن جماعتوں نے تا حال اپنا یہ فرض پورا نہیں کیا ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد یہ چندہ وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں اور جن جماعتوں کے پاس وصول شدہ چندہ قابل ترسیل ہو وہ جلد مرکز میں ارسال فرما دیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران واحباب اس طرف توجہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

احباب نوٹ فرمالیں

تحریک جدید کے موجودہ سال میں نقد ادائیگیوں کی دوسری دعائیہ فہرست ان احباب کے ناموں پر مشتمل ہوگی جو ۳۱ر جنوری ۱۹۶۳ء تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا فرما دیں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دعائے مغفرت

میری پیاری امی مسماۃ علی بیگم صاحبہ صحابیہ ساکنہ نصیرہ نزد کھاریاں ضلع گجرات بعمر قریباً ۸۰ سال مورخہ ۱۱/۹۲ کو رات دس بجے اپنے مولا کریم کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صد درجہ کی نیک، متقی، متدین، متواضع، منکسر المزاج اور خوش اخلاق تھیں۔ قرآن کی عاشق اور احمدیت پر مر مٹنے والی تھیں۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گذار تھیں۔ دو لڑکے، تین لڑکیاں اور کوئی درجن پوتے پوتیاں اپنی یادگار چھوڑ گئی ہیں۔ جس دن فوت ہونا تھا مرحومہ کے سب سے بڑے فرزند راجہ غلام مصطفیٰ صاحب امیر جماعت احمدیہ نصیرہ وہیڈ ماسٹر جب ڈسکول جانے لگے تو فرمانے لگیں بیٹا آج جلدی واپس آجانا میں نے آج خداوند کریم کے حضور حاضر ہو جانا ہے۔ فوت ہونے سے پہلے کچھ بیہوشی کے عالم میں ہاتھ باہر نکال کر السلام علیکم کہا۔ پوچھنے پر کہنے لگیں میرے والد صاحب مرحوم مجھے لینے آئے ہوئے ہیں اور اب میں جا رہی ہوں۔ چند منٹ بعد آخری سانس لے کر فوت ہو گئیں۔ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والی میں۔ لیکن "بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

قارئین اخبار بدر از راہ کرم مرحومہ کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا سے احسان فرمائیں۔

خاکسار محمودہ شکیل اہلیہ مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل سابق مبلغ افریقہ۔

زکوٰۃ

اگر آپ اپنے مال میں اضافہ اور برکت چاہتے ہیں تو زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو چودہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ اور اس کا ضامن خدا تعالیٰ ہے۔ کہ جس نے آپ کو مال دیا اور مزید دے سکتا ہے۔ اور جس کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں آئی۔ آپ بھی اس نسخہ کو آزما کر حسنات دارین کے وارث بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

وصیت اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے فارموں کے فارم جملہ جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے امراء، مبلغین، صدر صاحبان، عہدیداران مال اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی۔ ۱۰ دسمبر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ ہم اپنے اس عزم پر قائم ہیں جو پارلیمنٹ نے اپنی پوتر بھومی کو حملہ آوروں سے آزاد کرانے کے لئے باندھا تھا۔ آپ نے اپنے اس اعلان کا بھی اعادہ کیا کہ جب تک چینی فوجوں کو تمام سیکٹروں میں ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء سے پہلے کی پوزیشنوں پر نہیں ہٹایا جاتا اس وقت تک بھارت اور چین کے سرحدی مسئلہ کے متعلق چین کے ساتھ کسی قسم کی بات چیت نہیں کی جائے گی۔ پنڈت نہرو نے یہ اعلان اس وقت کیا جبکہ انہوں نے ہاؤس میں یہ تحریک پیش کی کہ بھارت پر چین کے حملہ سے پیدا شدہ سرحدی حالات پر غور و خوض کیا جائے۔ آپ نے کہا چین کے تازہ ترین مراسلہ میں تین سوالات درج ہیں چین کا پہلا سوال یہ ہے کہ بھارت سرکار اس کی جنگ بندی کی تجاویز کو منظور کرتی ہے یا نہیں کرتی ہے۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ حکومت چین نے جنگ بندی کا جو اعلان کیا ہے وہ یکطرفہ ہے لیکن جہاں تک جنگ کو بند کرنے کا تعلق ہے ہم نے اسے منظور کر لیا ہے اور ہم نے کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جس سے جنگ بندی کے اعلان کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔ چین کا دوسرا سوال یہ ہے کہ بھارت اس تجویز کو منظور کرتا ہے یا نہیں کہ تاکہ فریقین کی مسلح فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ سے ہٹ جائیں۔ اور ۷ نومبر ۱۹۵۹ء کے عملی قبضہ کی لائن سے بیس بیس کلومیٹر (۱۲½ میل) پیچھے ہٹ جائیں۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ اس سلسلہ میں ہم اس امر سے متفق ہیں کہ ایک ایسے انتظام جسے فریقین نے مشترکہ طور پر منظور کر لیا ہو کی بنیادوں پر فریقین کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ سے ہٹ جائیں لیکن یہ انتظام بانڈونگ کانفرنس میں طے شدہ اصولوں کی بنیاد پر ہو۔ بنا بریں چینی فوجوں کو اپنی وہ جارحیت ختم کرنی ہوگی جو انہوں نے ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء کے بعد بھارتی علاقہ پر کی ہے حکومت چین ہم سے یہ توقع نہیں کر سکتی کہ ہم نومبر ۱۹۵۹ء کے عملی قبضہ کی نام نہاد لائن کو منظور کر لیں گے۔ کیونکہ یہ لائن واضح طور پر حقائق کے مطابق نہیں ہے۔ آپ نے کہا وقت آنے پر ہم اس امر کے لئے تیار ہوں (بشرطیکہ پارلیمنٹ اس امر کی منظوری دے) کہ سرحد کے متعلق بنیادی جھگڑا اور دعووں کو بین الاقوامی عدالت جیسی کسی بین الاقوامی مجلس کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن ایسا صرف اس وقت کیا جائیگا جبکہ بھارتی علاقہ پر چین کی جارحیت ختم ہو جائے اور ۸ ستمبر سے پہلے کی پوزیشن کو بحال کیا جائے۔ آپ نے کہا چینی فوجوں نے اکتوبر میں جو بڑا حملہ کیا ہے وہ اس کی سامراجی اور ملک گیری کی کارروائی تھی۔ حکومت چین کی زبان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ چین کا رویہ بنیادی طور پر سامراجی اور ملک گیری کا ہے۔ جو بھارت کی آزادی اور علاقائی خود مختاری کے لئے مسلسل خطرہ ہے۔ اور اگر آج بھارت چین کی جارحیت کو برداشت کر لیا جائے تو یہ نہ صرف بھارت کے لئے بلکہ ایشیا کے دوسرے ممالک کے لئے بھی خطرہ ہوگا۔۔۔۔ آپ نے کہا چین کی تیسری تجویز یہ ہے کہ فریقین کے افسروں کی ایک کانفرنس منعقد ہو جس میں فریقین کی مسلح فوجوں کو پیچھے ہٹانے کے سوال پر بحث و تمحیص کی جائے۔ تاکہ جنگ بندی کا ایک خط عالم وجود میں لایا جا سکے۔ اس کے متعلق آپ نے کہا کہ اگر افسروں کی میٹنگ منعقد ہونی ہے تو انہیں جنگ بندی اور فوجوں کے ہٹانے کے انتظامات کے متعلق واضح اور قطعی ہدایات ہونی چاہئیں۔ جب تک افسران کو یہ ہدایات موصول نہیں ہوتیں اس وقت تک وہ کام کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے

ڈیرہ دون۔ ۱۰ دسمبر۔ ماشل ڈاکٹر راد ھا کرشنن نے آج یہاں ملٹری اکیڈمی میں پاسنگ آؤٹ پریڈ کی سلامی لی ۵۰۰ سے زیادہ کیڈٹوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا ملک کو جن مشکل حالات کا سامنا ہے ۲۵۰۰ میل لمبا ہمالیہ جسے ناقابل عبور سرحد کہا جاتا تھا اب ٹوٹ گئی ہے اب ہم اس طرف سے محفوظ نہیں رہے

کولمبو۔ ۱۰ دسمبر۔ بھارت چین سرحدی جھگڑے پر غور کرنے کے لئے چھ غیر جانبدار ممالک کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے انڈونیشیا کے وزیر خارجہ ڈاکٹر سباندریو نے کہا کہ انہیں یہ بات طے کرنی چاہیئے کہ بھارت اور چین کے موجودہ جھگڑے میں حملہ آور کون ہے۔ انہوں نے کہا وہ بھارت اور چین سے یہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے جھگڑے طے کریں۔ اگر یہ مشکل سے سلجھنے کا معاملہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ فارمولا تلاش کرنا ممکن ہے

پیکن۔ ۱۰ دسمبر۔ کمیونسٹ چین نے ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء سے پہلے کی پوزیشن بحال کرنے کے بارے میں بھارت سرکار کی تجاویز مسترد کرتے ہوئے اپنا جو جواب بھارت سرکار کو بھیجا ہے اس میں بھارت سرکار سے دھمکی آمیز لہجہ میں پوچھا گیا ہے کہ وہ بتائے کہ اسے جنگ بند کرنے اور فوجیں ۷ نومبر ۱۹۵۹ء کی لائن سے بیس بیس کلومیٹر پیچھے ہٹانے کی چینی تجاویز منظور ہیں یا نہیں۔ چین نے بھارت کو جو میمورنڈم دیا ہے اس میں تین سوال پوچھے گئے ہیں

کشمیر میں ایک صحابی کی وفات

حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب جن کی عمر قریباً اسی برس تھی، دس ماہ تک فالج سے بیمار رہ کر اپنے وطن موضع آسنور ضلع اسلام آباد کشمیر میں ۷ نومبر کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس علاقہ میں یہ آخری صحابی تھے۔ اپنی بزرگی اور نیکی کی وجہ سے حد درجہ محترم تھے احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرماویں۔ خاکسار ملک صلاح الدین (مؤلف اصحاب احمد) قادیان

نئی دہلی۔ ۱۰ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان وزارتی سطح پر پہلی کانفرنس راولپنڈی میں ۲۷ دسمبر کو منعقد ہوگی۔ توقع ہے کہ ریلوے منسٹر سردار سورن سنگھ بھارتی وفد کی رہنمائی کریں گے۔ یہ کانفرنس پردھان منتری پنڈت نہرو اور صدر ایوب کے ۲۹ نومبر کے مشترکہ اعلان کے نتیجہ میں منعقد ہو رہی ہے جس میں دونوں لیڈروں نے اپنے اس عزم کا اعلان کیا تھا کہ وہ باہمی گفت و شنید کے ذریعہ اپنے متنازعہ مسائل کو جن میں کشمیر کا مسئلہ بھی شامل ہے حل کریں گے وزارتی سطح پر منعقد ہونے والی یہ کانفرنس پنڈت نہرو اور صدر ایوب کی ملاقات کیلئے میدان تیار کرے گی۔

ــ درخواست ہائے دعا ــ

۱۔ میرے ایک عزیز محمد تقی صاحب آف مودہا یوپی دماغی عارضہ سے بیمار ہو گئے ہیں اور انہیں علاج کے لئے گوالیار لے جایا گیا ہے۔ احباب کرام عزیز کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرماویں

ماسٹر نثار محمد قادیان

۲۔ خاکسار ۳۰ سال کے لمبے عرصہ سے بعض جانگداز اور تکلیف دہ عوارض میں مبتلا ہے نیز خاکسار کی اہلیہ شمس ربی صاحبہ بھی کافی عرصہ سے بیمار ہیں استدعا ہے کہ احباب کرام ہم دونوں کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں

خاکسار سید مشتاق احمد سنبلپور (اڑیسہ)

۳۔ عاجزہ کے لڑکے عزیز سید وسیق الدین کا سالانہ امتحان قریب ہے دعا فرمائی جائے کہ مولا کریم اپنے فضل سے عزیز کو شاندار کامیابی بخشے۔

عاجزہ صادقہ خاتون احمدی سونگڑہ (اڑیسہ)

بقیہ لیڈر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ ہم نے ہی قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت بھی کریں گے۔

عامۃ المسلمین قرآن کریم کی حفاظت ظاہری کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کی توجہ نہیں جاتی تو اس کی معنوی حفاظت کی طرف نہیں جاتی۔ حالانکہ اسی چیز کی اس وقت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں قرآن مجید ہونے کے باوجود وہ اس کی تاثیرات مطہرہ سے محروم ہیں۔ اور علماء کرام جن سے بڑی توقعات وابستہ ہیں اپنی ہر چند کوشش کے باوجود امت میں روحانی انقلاب لانے میں بری طرح فیل ہو چکے ہیں۔ اب تو کسی ایسے ہی مرد من اللہ مرد کامل کی ضرورت ہے جو اپنی قوت قدسی کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں ویسا ہی انقلاب پیدا کرے جو آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا نے مشاہدہ کیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں نہایت واضح طور پر متعدد مقامات میں اس اہم امر کی طرف اشارے دئے گئے ہیں لیکن افسوس کہ ان کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ سورۃ جمعہ کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کا واضح ذکر پاتے ہیں اور امت کے خطرناک طور پر بگڑ جانے کے باوجود نائب رسول کی بعثت سے منہ موڑ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وہی ہے جس کی نسبت رسول اللہ نے مسیح موعود کے نزول اور مہدی معہود کے ظہور سے اطلاع دی تھی۔

الغرض بعض لوگ ایک طرف تو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر یہ زوال کی کیفیت ختم ہو اور اس دلدل سے نکل جائیں مگر دوسری طرف خود ہی اس کے حقیقی اسباب و ذرائع سے منہ موڑتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کی زندگی کا دارومدار قرآن کریم پر ہے اور قرآن کریم میں واضح طور پر ان راہوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے جو امت مرحومہ کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہیں ٭

ــــ نیک تعاون ــــ

مکرم سید فیروز الدین صاحب بی ایس سی برہ پورہ بھاگلپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ دو غیر احمدی دوستوں نے تعمیر مدرسہ احمدیہ میں بہ تفصیل ذیل مبلغ بیس روپیہ چندہ دیا ہے یہ رقم مرکز میں پہنچ کر داخل خزانہ ہو چکی ہے۔ اللہ تعالٰی ہر دو مخلص بھائیوں کو جزائے خیر بخشے۔

۱۔ مکرم مولوی جواد حسن خان صاحب ۱۰/-　　۲۔ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ ۱۰/-

ناظر بیت المال قادیان